اُردو مکتوب نگاری......قیامِ پاکستان کے بعد

ڈاکٹر آصف حمید

Abstract:

In this article by analyzing the collections of letters written after the creation of Pakistan, it has been explained that which collections of letters have prominent position in the history of Urdu letter writing, which letter writers wear the crown of distinction and on the basis of which characteristics. Moreover, it has been observed that which is the golden time period of the publication of these letters. In the end taking the advantage of most modern sources of communication stress has been laid on the importance and need to save the E-mails of Urdu scholars.

اردو کا مکتوباتی ادب اپنے دائرے میں انشا و معلومات کے بیش بہا خزینے سموئے ہوئے ہے۔ جن سے فیض یاب ہوئے بغیر تاریخِ ادبِ اردو کے متعدد پہلو ہی تاریک نہیں رہتے، بلکہ کئی شخصیات کے حقیقی مزاج اور باہمی رشتے بھی واضح نہیں ہوتے۔ کیونکہ خطوط، مکتوب نگاروں کے باطنی افکار، خیالات، مسائل، اطوار، حالات اور آرا سامنے لانے کے ساتھ ان کے جذباتی و ازدواجی زندگی کی تلخ و شیریں لمحات بھی محفوظ کر لیتے ہیں۔ نیز بعض ایسے رازوں سے پردے ہٹا دیتے ہیں، جن کا کسی اور ذریعے سے ظاہر ہونا ممکن ہی نہیں ہوتا۔ بلا شبہ خطوں میں اپنی نجی زندگی اور نازک خیالات کو پرتکلف اسلوب یا کسی اور طریقے سے چھپانے والا مکتوب نویس بلند تر مقام و مرتبہ کا حامل تصور نہیں ہوتا۔ وہ جس قدر بے باکی سے اپنا دل چاک کرتا ہے، اسی قدر اس میدان میں قابلِ فخر ٹھہرتا ہے۔

قیامِ پاکستان کے بعد متعدد مکتوب نگاروں نے نجی زندگی کے مخفی گوشوں کو بے نقاب کیا، یا اپنے جذبات کے اظہار میں کسی قسم کی پردہ پوشی کی شعوری کوشش نہیں کی۔ اپنے خطوط میں بے باکانہ انداز اختیار کرنے والوں میں محمد علی ردولوی، جگر مراد آبادی، حامد حسن قادری، ن۔م۔راشد، رشید احمد صدیقی، صوفی غلام مصطفی تبسم، فراق گورکھپوری، پروین شاکر، علی سردار جعفری، ابنِ فرید، مشفق خواجہ، ڈاکٹر سیّد معین الرحمٰن، رشید حسن خاں، ڈاکٹر وزیر آغا، داؤد

رہبر، ڈاکٹر فرمان فتح پوری اور شمس الرحمٰن فاروقی شامل ہیں ۔ اگر چہ یہ مکتوب نگار اپنی ذات پر چھلکے چپکانے کے فن سے نا آشنا ہیں ۔مگر بے ساختہ پن میں اس درجے کو نہیں چھوتے ، جہاں صفیہ اختر ، جاں نثار اختر ، ابنِ انشا، جوش ملیح آبادی ، ممتاز مفتی اور احمد بشیر پہنچے نظر آتے ہیں ۔

قیام پاکستان کے بعد اردو کے مجموعہ ہائے خطوط پیش کش کے اعتبار سے درج ذیل چار اقسام میں تقسیم کیے جا سکتے ہیں :

i۔ وہ مجموعے جن میں کسی ایک مکتوب نگار کے مختلف مکتوب الیہم کے نام خطوط یکجا ہیں۔

ii۔ وہ مجموعے جن میں مختلف مکتوب نگاروں کے مختلف مکتوب الیہم کے نام خطوط ہیں۔

iii۔ ایسے مجموعے جن میں ایک مکتوب نگار کے ایک مکتوب الیہ کے نام خطوں کو جگہ ملی ہے۔

iv۔ وہ مجموعے جن میں مختلف مکتوب نگاروں کے ایک مکتوب الیہ کے نام خطوط جمع کیے گئے ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد پہلی قسم کے خطوں کا شائع ہونے والا اولین مجموعہ ''مکتوباتِ نیاز'' ہے(۱)۔اس مجموعے میں کسی مکتوب الیہ کا نام درج ہے نہ تاریخ تحریر۔البتہ اس کے بعد اس نوع کے مجموعوں مکتوب الیہم کے اسما اور تاریخ لکھنے کا اہتمام ملتا ہے ۔ پاکستان بننے کے بعد اردو میں اس قسم کے تحت آنے والے مجموعے کثرت سے شائع ہوئے ہیں۔

دوسری قسم کے مجموعوں میں پہلی کاوش ''مکاتیب جمیل'' ہے۔جس میں صرف خواتین مکتوب نگاروں کے خطوط یکجا ہیں (۲)۔اس کے بعد ۱۹۵۷ء میں رسالہ ''نقوش-لاہور'' نے مکاتیب نمبر میں مختلف مکتوب الیہم کے نام متعدد مکتوب نگاروں کے خطوط جمع کیے۔

تیسری قسم کے مجموعوں میں اولین کاوش ''زیرلب'' ہے، یہ مجموعہ ۱۹۵۴ء میں منصۂ شہود پر آیا۔اس مجموعے میں صفیہ اختر کے تحریر کردہ تمام خطوط اپنے شوہر جاں نثار اختر کے نام ہیں۔ یہاں یہ بھی واضح رہے کہ قیامِ پاکستان کے بعد کسی بیوی کے اپنے شوہر کے نام خطوں کا بھی یہ اولین مجموعہ ہے ۔اس کے بعد ۱۹۵۸ء میں حرفِ آشنا منظرِ عام پر آیا۔ یہ خطوط انتہائی دلچسپ ہونے کے باوجود خواتین مکتوب نگاروں کو اس ڈگر پہ نہ چلا سکے۔

چوتھی قسم کے مجموعوں میں پہلا مجموعہ ''مکتوبات'' ہے(۳)۔اس مجموعے میں شامل تمام خطوط ضیا احمد بدایونی کے نام ہیں ۔

خطوں کی عکسی اشاعت کا آغاز ''خطوط عبدالحق بنام ڈاکٹر عبادت بریلوی'' کی طباعت سے ہوا (۴)۔ مولوی عبدالحق کے خطوں پر مشتمل اس مجموعے کو پڑھنا عام قارئین کے لئے آسان نہیں۔

قیام پاکستان کے بعد جاں نثار اختر اردو کے اولین مکتوب نگار ہیں ،جن کے مجموعۂ خطوط ''خاموش آواز'' (۵) میں بیویوں کے نام خطوط ملتے ہیں ۔ان خطوں میں موجود دلکشی سے تو انکار ممکن نہیں،لیکن یہ بات طے ہے کہ اردو میں اس روایت کو قبول کرنے والے صرف ''احمد شمیم'' ہیں ،جن کے خطوں کا مجموعہ ''ہوا نا مہ بر ہے'' ہے(۶)۔ پاکستان بننے سے پہلے واجد علی شاہ ہی واحد مکتوب نگار نہیں جن کے بیویوں کے نام خطوط ،کتابی

صورت میں موجود ہیں۔ بلکہ ن۔م۔راشد کے اپنی بیوی کے نام دلچسپ خطوط بھی منظر عام پر آ چکے ہیں(۷)۔

پاکستان کے قیام کے بعد کے جن مکتوب نگاروں نے عزیز و اقارب کو اپنے خطوط ضائع کرنے کی سختی سے تاکید کی تھی۔ ان میں نمایاں ترین نام پروفیسر رشید احمد صدیقی کا ہے۔ یہ اردو ادب کی خوش قسمتی ہے کہ ان کے احباب نے خطوط محفوظ رکھے۔ جس کے نتیجے میں اتنا ذخیرہ جمع ہو گیا کہ قیامِ پاکستان کے بعد کے مشاہیرِ اردو ادب میں سب سے زیادہ خطوط لکھنے والے مکتوب نگار بن گئے۔ ''خطوطِ رشید احمد صدیقی'' کی آٹھ جلدوں میں ان کے مکاتیب کی مجموعی تعداد ۱۹۵۰ ہے(۸)۔ ان کے قریب ترین مولوی عبدالحق ہیں جن کے خطوں کی تعداد ۱۸۶۱ ہے لیکن واضح رہے کہ ان میں نصف سے زائد خطوط قیامِ پاکستان سے قبل لکھے گئے۔رشید احمد صدیقی اور مولوی عبدالحق کے ساتھ صفیہ اختر، ابو الکلام آزاد، جگر مراد آبادی، ن۔م۔راشد، جاں نثار اختر، محمد حسن عسکری اور احمد ندیم قاسمی ایسے مکتوب نگار ہیں جن کی خطوط نویسی کا آغاز پاکستان بننے سے قبل ہو چکا تھا۔

قیامِ پاکستان سے قبل کا اولین خط ۱۸۰۳ء میں لکھا گیا، جس کی مکتوب نگار فقیرہ بیگم اور مکتوب الیہ میرزا محمد ظہیر الدین علی بخت اظفری دہلوی ہیں، جو صحیفہ-لاہور (اپریل-جون ۱۹۸۴ء) میں چھپا۔اس دور کا آخری خط محمد حسن عسکری نے ڈاکٹر آفتاب احمد کے نام لکھا جس کی تاریخِ تحریر ۱۱راگست ۱۹۴۷ء ہے۔ یہ خط ''محمد حسن عسکری۔ایک مطالعہ، ذاتی خطوط کی روشنی میں'' کے صفحات میں موجود ہے(۹)۔جبکہ پاکستان کے قیام کے بعد اولین خط جوش ملیح آبادی نے ابو الکلام آزاد کو لکھا، جو ۱۷راگست ۱۹۴۷ء کو تحریر کیا گیا۔ یہ خط ''خطوطِ جوش ملیح آبادی'' میں شامل ہے(۱۰)۔

قیامِ پاکستان کے بعد کسی ایک مجموعۂ خطوط کی متعدد جلدوں میں مختلف لوگوں کے سب سے زیادہ خطوط شائع کرنے کا سہرا ''مشاہیر'' کے سر سجتا ہے(۱۱) اس میں مولانا سمیع الحق نے مختلف مکتوب نویسوں کے ۴۶۸۵ اردو خطوط یکجا کیے۔ان جلدوں میں موجود عربی، فارسی، پشتو اور انگریزی زبانوں میں لکھے گئے خطوط ان کے علاوہ ہیں۔

محمد حسن عسکری اردو کے واحد مکتوب نگار ہیں جن کے خطوط میں، برصغیر پاک و ہند کی تقسیم سے قبل ہی ''پاکستان'' کا لفظ استعمال ہونے لگا تھا۔اس سلسلے کا اولین خط ۱۳رمئی ۱۹۴۶ء کا ہے جو ''محمد حسن عسکری ایک مطالعہ، ذاتی خطوط کی روشنی میں'' میں شامل ہے(۱۲)، وہ اس کے بعد بھی متعدد خطوں میں پاکستان کے ممکنہ قیام پر خوش ہونے کے باوجود، ہندوستان کے مسلم اقلیت والے علاقوں کے مستقبل کی بابت فکر مند نظر آتے ہیں۔

''آدھی ملاقات'' (مکاتیبِ احمد ندیم قاسمی بنام محمد فاضل) (۱۳) کی اہمیت اس لیے ہے، کہ اس مجموعۂ خطوط میں احمد ندیم قاسمی کا ۱۹راگست ۱۹۴۷ء کو لکھا گیا ایسا واحد خط شامل ہے، جس میں پاکستان بننے کی خوشی میں مکتوب الیہ کو مبارک باد دی گئی ہے۔

''خطوطِ ہمہ رنگ'' (۱۴) میں شامل اسی مکتوب نگاروں میں سے بیشتر کمیونسٹ افکار کے حامل ہیں۔اردو میں اتنی کثیر تعداد میں کمیونسٹوں کے خطوط یکجا کرنے کی یہ پہلی کاوش ہے۔

''کارِ فرصت'' (۱۵) اس لحاظ سے منفرد مجموعۂ خطوط ہے، کہ اس میں شامل خطوں کا بنیادی موضوع، دہلی کی

مسلم پنجابی برادری کو منظّم کرنے کی خواہش سے متعلق ہے۔ کسی بھی علاقائی برادری کو یکجا کرنے اور اس کے افراد کے مستقبل کو سنوارنے کی فکر سے مزین ،خطوط کا یہ مجموعہ اپنی نوعیت کی اولین کوشش ہے ۔

قیام پاکستان کے بعد مذہبی خطوط کا اولین مجموعہ ''مکاتیب مظہری'' ہے(۱۶)،اس مجموعے میں محمد مظہر اللہ دہلوی نے اپنے مریدوں کو ذہنی وروحانی تفکرات سے بچنے کے لیے مختلف اوراد و وظائف تجویز کیے ہیں ۔مذہبی شخصیات میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے شائع شدہ مجموعہ ہائے خطوط کی تعداد سب سے زیادہ یعنی آٹھ ہے(۱۷)۔

''میری تمام سرگذشت''اردو کے مکتوباتی ادب میں واحد ناقص مثال ہے،جس میں مکمل خطوط یکجا کرنے کے بجائے خطوں کے اقتباس پیش کیے گئے ہیں(۱۸) ۔اس روایت کا محدود پیانے پر آغاز ''مکاتیبِ جگر'' سے ہوا۔ جس کے دوسرے حصے''صحائف اسعد'' میں کچھ مختصر خطوں کو یکجا کیا گیا(۱۹)۔

''گنجینۂ مہر'' اس لحاظ سے منفرد مجموعۂ خطوط ہے کہ اس میں شامل بیشتر خط غلام رسول مہر نے اس زمانے میں لکھے ، جب محمد عالم مختار حق ان کے کتب خانے کی فہرست سازی کررہے تھے۔محمد عالم مختار حق صبح لائبریری آتے ہوئے ان کی میز پر ایک خط رکھ جاتے اور واپسی پر وہیں سے غلام رسول مہر کا جوابی خط اٹھا لیتے۔ اردو میں ایسے خطوں کا منظرِ عام پر آنا اپنی نوعیت کی اولین مثال ہے(۲۰)۔

''اہل قلم کے خطوط''اردو کا اولین مجموعۂ خطوط ہے ،جس میں ،کسی ناشر نے اپنے نام آنے والے مشاہیرِ ادب کے خطوں کو جمع کیا ہے ۔مقبول اکیڈمی ،لاہور کے مالک ،ملک مقبول احمد نے یہ میں زیورِ طباعت سے آراستہ کیا۔اس کے بیشتر خطوط اکیسویں صدی میں لکھے گئے ہیں (۲۱)۔

قیامِ پاکستان کے بعد غیر اصلی خطوط پر مشتمل اولین کاوش غلام احمد پرویز کی مرتبہ کتاب''سلیم کے نام خطوط'' (پہلی جلد)ہے، جو۱۹۵۳ء میں چھپی (۲۲)۔ اس مجموعے کی تینوں جلدوں میں خطوں کے انداز میں مذہبی مضامین پیش کیے گئے۔ واضح رہے کہ اردو میں کسی دوسری صنف کوخطوط کے رنگ میں ڈھالنے کے موجد قاضی عبدالغفار ہیں۔جنھوں نے ۱۹۳۲ء میں اپنی افسانوی تحریریں ''لیلیٰ کے خطوط'' کے زیرعنوان ترتیب دی تھیں(۲۳)۔

قیام پاکستان کے بعد اردو مجموعہ ہائے خطوط کی اشاعت کا سلسلہ اگرچہ وقفے وقفے سے جاری رہا،لیکن کتابی صورت میں خطوں کی اشاعت کا سنہری دور، بیسویں صدی عیسوی کے آخری عشرے سے شروع ہوتا ہے ۔جو پوری آب وتاب کے ساتھ اب تک جاری ہے۔اس دور میں خطوں کو کتابی صورت میں چھاپنے کے مختلف محرکات میں بنیادی محرک وہ حالات ہیں جنھوں نے خطوط نویسی کی اہم ترین روایت کا گلا دبا دیا ہے۔چنانچہ مرتبین اس روایت کے مٹتے دور میں ،مختلف مجموعہ ہائے خطوط شائع کروا کر جہاں خطوں کی اہمیت واضح کرتے ہیں ،وہیں نئی نسل کو ان سے وابستہ رہنے کا غیر اعلانیہ پیغام بھی دیتے ہیں ۔

یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ روایتی خطوط نویسی کی زبوں حالی کی بنیادی وجہ پیغام رسانی کے جدید ترین ذرائع یعنی موبائل فون اور کمپیوٹر ہیں ۔جن کے ذریعے نہ صرف پیغام بہت جلد بھیجا جاتا ہے، بلکہ جواب بھی پلک جھپکنے میں

موصول ہو جاتا ہے۔مواصلات کی تیزی سے بدلتی ہوئی یہ صورتِ حال یقیناً بہت جلد قاصد یا ڈاکیے کا کردار ذہنوں سے ایسے ہی نکال باہر کرے گی، جیسے کبوتروں کے ذریعے چٹھیاں بھیجنے کے حقائق ،آج داستانوی قصے محسوس ہوتے ہیں۔

بلا شبہ انسان کسی بھی روایتی طریقے سے اسی وقت منہ موڑتا ہے، جب اس سے بہتر متبادل میسر آ جاتا ہے ۔موجودہ دور میں موبائل فون اور کمپیوٹر سے SMS، E-mail، Facebook اور Whatsupوغیرہ کے ذریعے بھیجے جانے والے پیغامات مکتوب نگاری کا سستا ترین نعم البدل بن کر سامنے آئے ہیں ۔جن سے مستفیض نہ ہونا ،اب جہالت کے زمرے میں آتا ہے ۔اندریں حالات گو،فی زمانہ خطوط نویسی کے قدیم طریقے سے چپکنا ممکن نہیں ،لیکن جدید ذرائع مواصلات کا یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ ان کے توسط سے بھیجے جانے والے ہیجان آمیز پیغامات ،ادبی آمیزش سے عاری ہوتے ہیں ۔ان تمام تر حقائق کے باوجود یہ فکر انگیز سوال ذہنوں میں ضرور اٹھکیلیاں کرتا ہے کہ ماضی و حال میں عام لوگوں کے لکھے جانے والے کتنے خطوط منصۂ شہود پر آ سکے؟ یہ سوال عام E-mailاور SMS کی حقیقت ہی فاش نہیں کرتا ، بلکہ بالواسطہ یہ خوش آئند پیغام بھی دیتا ہے کہ مستقبل میں مشاہیر کے E-mail اور SMSکے ذریعے بھیجے جانے والے پیغامات کتابی صورت میں یکجا ہو سکتے ہیں اوراگر اس جانب توجہ دی گئی تو مکتوب نگاری کے بحران کی وجہ سے بڑی شخصیات کی نجی زندگیوں اور خیالات و افکار تک رسائی کے بڑے منبع میں رکاوٹ آنے کے خدشات پر بڑی حد تک قابو پایا جا سکے گا۔

حوالہ جات:

۱۔ نیاز فتح پوری۔ **مکتوباتِ نیاز**۔لکھنو: نگار بک ایجنسی، (1948ء)

۲۔ ربیعہ سلطانہ۔مرتب؛ **مکاتیبِ جمیل**۔لاہور: مکتبۂ جدید، (1956ء)

۳۔ ضیا احمد بدایونی۔مرتب؛ **مکتوبات**۔دہلی: کتب خانہ انجمن ترقی اردو، (1967ء)

۴۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی۔ مرتب؛ **خطوطِ عبدالحق بنام ڈاکٹر عبادت بریلوی**۔ لاہور: ادارۂ ادب و تنقید، (1984ء)

۵۔ جاں نثار اختر؛ **خاموش آواز**۔کراچی: فرینڈز پبلشر (س ن)

۶۔ منیرہ شمیم۔مرتب؛ **ہوا نامہ بر ہے**۔اسلام آباد: عکسی پبلشرز، (1995ء)

۷۔ نسرین راشد۔ مرتب؛ **ن۔م۔راشد کے خطوط اپنی اہلیہ کے نام**۔ اسلام آباد: اے آر پرنٹرز، (مارچ 2010ء)

۸۔ لطیف الزماں خاں۔مرتب؛ **خطوطِ رشید احمد صدیقی**۔جلد اول۔کراچی: مجلس ادبیات مشرق۔(س ن)
خطوطِ رشید احمد صدیقی۔جلد دوم۔کراچی: رائل بک کمپنی، (1993ء)

خطوطِ رشید احمد صدیقی۔ جلد سوم۔ کراچی: میکیر ن انجنسز ، (1998ء)
مہر الٰہی ندیم علیگ، لطیف الزماں خاں۔ مرتبین؛ **خطوطِ رشید احمد صدیقی**۔ جلد چہارم۔ ملتان: ملتان آرٹس فورم، (جون 2002ء)
خطوطِ رشید احمد صدیقی۔ جلد پنجم۔ ایضاً (31 دسمبر 2002ء)
م۔ ندیم شمسی (علیگ)، لطیف الزمان خان ۔مرتبین؛ **خطوطِ رشید احمد صدیقی**۔ جلد ششم۔ ایضاً (دسمبر 2004ء)
مہر الٰہی ندیم علیگ، لطیف الزماں خاں۔ مرتبین؛ **خطوطِ رشید احمد صدیقی**۔ جلد ہفتم۔ ایضاً (دسمبر 2006ء)
م۔ ندیم شمسی (علیگ)، لطیف الزمان خان ۔مرتبین؛ **خطوطِ رشید احمد صدیقی**۔ جلد ہشتم۔ کراچی، مکتبۂ دانیال، (اپریل 2010ء)
۹۔ ڈاکٹر آفتاب احمد۔ مرتب؛ محمد حسن عسکری۔ ایک مطالعہ، **ذاتی خطوط کی روشنی میں**۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، (1994)
۱۰۔ راغب مراد آبادی۔ مرتب؛ **خطوطِ جوش ملیح آبادی**۔ کراچی: ویلکم بک پورٹ، (1998ء)
۱۱۔ مولانا سمیع الحق ۔مرتب؛ **مشاہیر بنام شیخ الحدیث مولانا عبدالحق**۔ جلد اول۔ نوشہرہ اکوڑہ خٹک: موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ، (مئی 2011ء)
مشاہیر بنام شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق۔ جلد دوم۔ ایضاً (جون 2011ء)
۔ جلد سوم۔ ایضاً (جون 2011ء)
۔ جلد چہارم۔ ایضاً (جون 2011ء)
۔ جلد پنجم۔ ایضاً (جون 2011ء)
۔ جلد ششم۔ ایضاً (جنوری 2012ء)
۔ جلد ہفتم۔ ایضاً (جنوری 2012ء)
۱۲۔ ڈاکٹر آفتاب احمد۔ مرتب؛ **محمد حسن عسکری۔ ایک مطالعہ**، ذاتی خطوط کی روشنی میں ۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، (1994ء)
۱۳۔ خورشید ربانی۔ مرتب؛ **آدھی ملاقات** (مکاتیبِ احمد ندیم قاسمی بنام محمد فاضل) ۔ اسلام آباد: پورب اکادمی، (2007ء)
۱۴۔ محمد اسد اللہ۔ مرتب؛ **خطوطِ ہمہ رنگ**۔ دہلی: نگارشات، (2005ء)
۱۵۔ ریاض عمر۔ مرتب؛ **کارِ فرصت**۔ نئی دہلی: ایم۔ آر پبلی کیشنز، (2012ء)
۱۶۔ محمد مسعود احمد۔ مرتب؛ **مکاتیبِ مظہری**۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی، (1969ء)
۱۷۔ 1۔ اشرف بخاری۔ مرتب؛ **مکتوباتِ مودودی** (1983ء)
2۔ امین الحسن، سید۔ مرتب؛ **مکتوباتِ مودودی** (1993ء)
3۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، سلیم منصور خالد، پروفیسر۔ مرتبین؛ **خطوط مودودی** (اول ایڈیشن 1983ء، دوّم ایڈیشن 1995ء)

4۔عاصم نعمانی۔مرتب۔مکاتیبِ سید ابو الاعلی مودودی، (اول ایڈیشن 1970ء، دوم ایڈیشن 1972ء)
5۔عبدالغنی عثمان۔مرتب؛ مکتوباتِ مودودی بنام مولانا محمد چراغ (1984ء)
6۔محمد یونس۔مرتب؛ یادوں کے خطوط (1983ء)
7۔نور ور جان، پروفیسر۔مرتب؛ مکاتیبِ سید مودودی (2011ء)
Correspondence between Maulana Maudoodi & Maryam Jameelah-8

۱۸۔ مشرف عالم ذوقی۔مرتب؛ میری تمام سر گزشت۔ دہلی: عرشیہ پبلی کیشنز، (2011ء)

۱۹۔ محمد یٰسین تسکین۔مرتب؛ مکاتیبِ جگر۔ دہلی: ملک اینڈ کو پبلشرز، (1962ء)

۲۰۔ محمد عالم مختار حق۔مرتب؛ گنجینۂ مہر۔جلد اوّل۔ لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، (اگست 2008ء)
جلد دوم۔لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، (اگست 2008ء)

۲۱۔ مقبول احمد۔مرتب؛ اہل قلم کے خطوط۔لاہور: مقبول اکیڈمی، (2009ء)

۲۲۔ غلام احمد پرویز۔سلیم کے نام خطوط۔جلد اول۔ لاہور: طلوع اسلام ٹرسٹ، (1953ء)
۔جلد دوم۔ ایضاً ، (1959ء)
۔جلد سوم۔ ایضاً ، (1960ء)

۲۳۔ قاضی عبدالغفار۔لیلیٰ کے خطوط۔لاہور: یو پبلشرز، (2001ء)